بفیضانِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

راہِ اعتدال

درباره

تصویرِ حال

تصنیف

فقیہ عصر حضرت علامہ مولانا اسرار احمد صاحب قبلہ نوری مدظلہ النورانی

شرف تلمذ یافتہ

حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی

متعنا اللہ تعالیٰ والمسلمین بطول بقائہ

شائع کردہ

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹
گدہوا بلرام پور، یو۔پی پن ۲۷۱۲۰۱

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم علامہ شاہ **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

راہِ اعتدال

دربارۂ

تصویرِ حال

تصنیف

فقیہِ مبصر حضرت علامہ مولٰینا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری مُدَّ ظِلُّہُ النُّوْرَانی

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری بلرامپور۔ یوپی۔

شرف تلمذ یافتہ

فقیہِ عصر حضرت علامہ مولٰینا شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ

شائع کردہ

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی۔ پن ۲۷۱۲۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: راہِ اعتدال در بارۂ تصویرِ حال

تصنیف: فقیہِ مصر حضرت علامہ مولٰینا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری مَدَّ ظِلُّہُ النُّورَانی

صفحات: ۴۸

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

شائع کردہ

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یو پی۔ ۲۷۱۲۰۱

E-mail: reza.kashif786@gmail.com

Mob.:8009216786

طبع بارِ اول

سنِ اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق مارچ ۲۰۲۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

جسے اپنے محدود و معدود لوگوں کی نہیں بلکہ عام سنی مسلمانوں کی فکر اور اُن کا درد ہو وہ آج جبکہ فضا فتنوں کی آندھیوں سے اٹی ہوئی ہے آلاتِ جدیدہ کی تصویر کے باب میں عوام کے عمل کو اُن علماء کے قول پر محمول کرے جو ان تصویروں کے بارے میں بندوں کی طرف سے **بنایا جانا نہیں مانتے** کہ مضاہاۃِ خَلقِ اللہ یعنی اللہ کے بنائے کی نقل کرنا لازم آئے ، بلکہ اللہ تعالیٰ کے **بنائے کو محفوظ کرنا مانتے** ہیں ، لہذا انہیں ممنوع تصویر نہیں سمجھتے۔

رہ گئے وہ اہلِ علم اور اُن سے استفاضہ کرنے والے جو تبلیغ و ہدایت اور سنی مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت و صیانت میں مصروف ہیں تو کم از کم اُن کے عمل کو اسلام کے عیاں و نہاں مخالفین کی طرف سے سخت و پیہم ہو رہے حملوں کے دفاع اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی ضرورت یا اس ضرورت میں عمل بہ قولِ دیگر پر محمول کریں جو **تصویر دے کر حکومت سے امداد لینے سے کہیں زیادہ اہم** ہے۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

— " شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے۔ اور جس کا کھینچنا حرام ہے کھنچوانا بھی حرام ہے۔ مگر مواضعِ ضرورت مستثنیٰ رہتے ہیں

الضَرورات تُبیح المحظورات مجبوریاں ممنوع کومباح کردیتی ہیں۔
[الاشباہ و النظائر ۔ شرح الحموی ۱/۲۵۱]

مَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ [۲۲/۷۸] تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی

لا ضَررَ و لا ضِرارَ [ابنِ ماجہ ۲۳۴۰] نہ ضرر لو نہ دو [ص۱۹۹]

یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ [۲/۱۸۵] اللّٰہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا"۔

[فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/۱۹۷ ، ۱۹۸ ۔ مترجم ۲۱/۱۹۶ ، ۱۹۷]

اور آگے قواعدِ فقہیہ میں فرمایا

۔" من ابتلیٰ ببلیّتین اختار اَھوَنَھما. دو بلاؤں کا مبتلا اُن میں ہلکی کو اختیار کرے"۔

[فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/۱۹۸ ۔ مترجم ۲۱/۲۰۳]

۔" اہل وعیال کے پاس جانے یا اُنہیں لانے کی ضرورت بیشک ضرورت ہے ، رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دے گی کہ تصویریں لیں گے تم یہیں رہو اور اُنہیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم اُن کی موت وحیات میں شریک ہوسکو نہ وہ تمہاری۔

تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی اور اب اسے قطع کر کے مال وہاں سے لانے کے لیے ایک بار جانا ہے اگر نہ جائے تو مال جائے تو یہ بھی صورتِ اجازت ہے ، کہ شرع میں مال شقیقِ نفس ہے قال اللہ تعالیٰ

اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ اُن کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو

لَكُمْ قِيٰمًا [۵/۴] اللہ نے تمہاری بسراوقات کیا ہے

اوراگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے مگرایک ہی بار کہ پھروہیں توطن کا ارادہ ہے یا بار بار مگرتصویراول ہی بارلی جائے گی تو یہ بھی جواز میں ہے ، کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں۔ اوراگر ہر بارتصویر دینی ہوگی تو دوصورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے پاس ذریعۂ رزق وہی تجارت ہے اوروہ تجارت وہیں چلتی ہیں اگر یہاں مال اٹھالائے بیکار جائے یا نقصانِ شدیداٹھائے تو یہ پھرحرج وضررکی صورت میں آگیا و الحَرَج مدفوع "۔

[فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/۱۹۷ ، ۱۹۸ ۔ مترجم ۲۱/۱۹۶ تا ۱۹۹]

" صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم سے مروی کہ بعض فتوحات میں مقتول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کرکام فرمایا اوراس کے ذریعہ سے کفارِ اَشرار کی بھاری جماعتوں پر غلبہ پایا۔

اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف اَنَارَ اللّٰہُ تَعَالیٰ بُرْھَانَہٗ کے زمانے میں جبکہ تمام کفارِ یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دوعالموں نے **پادریوں کی وضع بناکر** دورہ کیا اوراُس آتشِ تعصب کو بجھادیا۔ خلاصہ میں ہے

لو شَدَّ الزُنّار علی وَسَطه و دخل دار الحَرُب لتخليص الاُسارىٰ لا يكفُر و لو دخَل لِاَجْل التجارة يكفُر. ذكره القاضی الامام ابو جعفر الاستروشنی.

اگر کمر میں زنار باندھ کر قیدیوں کو رہا کروانے کے لیے دارالحرب گیا تو یہ کفر نہیں۔ اورتجارت کے لیے گیا تو کفر ہے۔ اسے قاضی امام ابو جعفر استروشنی نے بیان فرمایا۔

ملتقط میں ہے

اذا شد الزنار او اخذ الغُلّ او لبس قَلَنسُوَۃ المَجُوس جادًا او هازلا یکفُر ، الا اذا فعل خدیعة فی الحَرْب.	زنار باندھا یا طوق لیا یا مجوس کی ٹوپی پہنی بطورِ پسند یا بطورِ استہزاء تو کفر ہے۔ جنگی چال کے طور پر ایسا کیا تو کفر نہیں۔

مِنَح الرَّوض میں ہے

ان شد المسلم الزنار و دخل دار الحرب للتجارة کفر، ای لانه تلبَّس بلباس کفر من غیر ضَرورة مُلْجِئة ، و لا فائدة مترتبة ، بخلاف من لِبسها لتخلیص الأُسارىٰ. ”— [ایضاً نصفِ اول ۹/۹۱۔ مترجم ۲۴/۵۳۰،۵۳۱]	مسلمان زنار باندھ کر تجارت کے لیے دار الحرب گیا تو کفر ہے ، کیونکہ بغیر ضرورتِ مُلْجِئہ کے اور بغیر کسی ایسے [دینی] فائدے کے جو اُس کفری وضع پر حاصل ہو اُس نے کفری وضع اختیار کی۔ ہاں قیدیوں کو چھڑانے کے لیے زنار جیسی کفری وضع اختیار کی تو کفر نہیں۔

___ ” اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے مثلاً ① دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑ دے اور اُسے بچائے ، حالانکہ ابطالِ عمل حرام تھا ، قال تعالیٰ

ــــ فائدے سے مراد دینی فائدہ ہے ، کیونکہ دنیوی فائدہ صورتِ سوم میں بیان فرمایا ہے کہ ___ ” نہ کوئی ضرورتِ شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفعِ دنیوی کے لیے اس کا مرتکب ہوا “ ___ مختصراً [ایضاً ص ۱۹۹]

لَاتُبْطِلُوْآ اَعْمَالَكُمْ [۳۳/۴۷] اپنے عمل باطل نہ کرو

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا بچائے اور نماز قضا پڑھے ، اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کوئیں کے قریب پہنچا اگر یہ نہ بتائے وہ کوئیں میں گر جائے نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباہ میں ہے

تخفیفات الشَرْع انواع ، الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلاۃ عن وقتها فی حق مشتغِلٍ بانقاذ غریق و نَحْوه.

رد المحتار کتاب الحج میں ہے

جاز قطع الصلاۃ او تاخیرها لخوفه علی نفسه او ماله او نفس غیره او ماله ، کخوف القابلة علی الوَلَد ، و الخوف من تَرَدِّی اعمی ، و خوف الراعی من الذِئب ، و امثالِ ذلک. "— [ایضاً نصفِ آخر ۹/۲۰۰ ـ مترجم ۲۱/۲۰۶ ، ۲۰۷]

یہ وہ مواقع ہیں جہاں صرف یا براہِ راست مسلمانوں کے جان و مال کو بچانے کی ضرورت تھی ، دین و ایمان کا تحفظ تھا تو **بالواسطہ**۔

جبکہ موجودہ تیرہ و تار ہوش رُبا حالات میں **براہِ راست** مسلمانوں کے دین و **ایمان** کے **تحفظ** کی **ضرورت** زائد ہے۔

امام اہلسنّت قُدِسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

_ " یا وہاں کے کفار اسلام کی طرف مائل ہیں کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظنِ غالب ہے کہ مسلمان ہوجائیں گے اس صورت میں بھی [تصویر دینے کی] اجازت ہوگی ، فان الظن الغالب ملتحق بالیقین. بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہیے ، کہ ایسی حالت میں تاخیر جائز نہیں ، کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے ، اور یہ مستعدی جاتی رہے۔

اور یہاں یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں ، کہ ہر ایک یہی خیال کرے گا تو کوئی نہ جائے گا " _ [فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/۱۹۸ _ مترجم ۲۱/۱۹۹]

جب **غیروں** کو **اسلام** میں **لانے** کے لیے **تصویر دینے** کی **اجازت** فرمائی تو یہاں تو مخالفین کی یلغار میں گھرے مسلمانوں کے **دین** و **ایمان** کی **حفاظت** کا مسئلہ ہے جسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

_ " جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے **فتنہ** و **فساد** پیدا کرے تو اُس کا **دفع** اور قلوبِ مسلمین سے **شبہاتِ شیاطین** کا **رفع فرضِ اعظم** ہے " _ [فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/۲۸۶ _ مترجم ۲۱/۲۵۶]

اس کے لیے بدرجۂ اولیٰ ایسی تصویر دینے کی اجازت و رخصت ہوگی جس کا ممنوع و حرام تصویر ہونا اجماعی نہیں ، اہلسنّت ہی کے وہ علماء بھی ہیں جو آلاتِ جدیدہ کی تصویر کو انسان کی بنائی ہوئی تصویر نہیں سمجھتے ، کہ بنانا حرام ہونے کا حکم آئے۔ بلکہ من

جانب اللہ بنا سمجھتے ہیں، لہذا جائز و مباح مانتے ہیں۔

اور جب وقتِ ضرورت دوسرے امامِ مجتہد کی تقلید روا ہے

"تقلیدِ امامِ دیگر وقتِ ضرورتِ صحیحہ بشروطِ مذکورہ فی السوال کا جواز متفق علیہ ہے ولہذا حنفی شافعی ہر مذہب کے محتسب کو لکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب کو جو بات خلافِ مذہب کرتے دیکھیں اگر وہ اس میں عذرِ تقلیدِ غیر پیش کرے احتساب سے ہاتھ اٹھائیں۔ شرحِ عین العلم میں ہے

لو رأى الشافعي شافعيا يشرب النبيذ او ينكح بلا ولى و يطؤ زوجته ، او رأى الحَنَفى حنفيا يلعَب بالشطرنج او لبِس الثوب الاحمر ، فهذا فى محل النظر ، كما فى الاحياء ، و الاظهر ان له الحِسْبة و الانكار ، اذ لم يذهب احد من المُحَصِّلين الى ان له ان ياخُذ بمذهب غيره بل على مقلِّدٍ اتباع مقلَّده فى كل تفصيل ، فمخالفة المقلد متفق على كونه منكرا بين المحصلين و هو عاص بالمخالفة ، الا انه جوز له تقليد غير من الائمة فى بعض المسائل ، فاذا اعتذر و قال انا مقلد الشافعى او الحنفى فى هذا الباب يرتفِع عنه الاحتسابَ اھ مختصراً"

[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۹/۹۸ ۔ مترجم ۲۳/۶۴۰]

اور یہاں اس **نو پید مسئلے** میں خود اپنے مذہب ہی کے علماء کا **اختلاف** موجود ہے۔ تو موجودہ پُرخطر حالات میں مسلمانوں کے دین و آخرت کی بھلائی کے لیے قولِ اباحت کو اختیار کرنا کیونکر حرام و ناروا و چنیں و چناں ہوگا؟.....

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ اگر حکمِ الٰہی سُبحٰنَہٗ کی تعمیل میں ہے تو اپنے لیے پروانۂ آزادی کے خیال کی گنجائش نہیں ، بلکہ اپنے اوپر یہ خوف لازم ہے کہ

”امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترکِ معروف وارتکابِ منکر میں مبتلا کر دیتا ہے “۔

[فتاوی رضویہ ۵/۹۰ ۔ مترجم ۱۱/۱۱۰]

اور توفیق اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے دستِ قدرت میں ہے اور اُسی کی طرف سے حفاظت ہے مالک و مولیٰ اپنے ایمان والے بندوں پر رحم فرما اپنے احکام کی صحیح سمجھ صحیح شعور عطاء فرما اور اپنا اور اپنے پیاروں کا رکھ کر دنیا سے اٹھا۔ آمین بجاہ النبی الکریم بالمومنین روف رحیم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و حزبہ و ابنہ الکریم الصلوٰۃ و التسلیم والحمد للّٰہ رب العلمین.

علامہ محمد بخیت مطیعی حنفی جن کا سنِ ولادت ووفات ۱۲۷۰ھ - ۱۳۵۴ھ ہے اور وہ مصر و حوالیِ مصر کے مفتی رہے وہابیہ نجدیہ کے رد میں تطهير الفؤاد من دنس الاعتقاد لکھی اور امامِ جلیل سُبکی کی کتاب مستطاب شفاء السقام کا مقدمہ کیا ، اُنہوں نے فوٹو گراف کیمرے سے لی جانے والی تصویر کو بندوں کی طرف سے بنائی کشید کی ہوئی تصویر نہیں مانا اور اس کی اباحت میں کتاب لکھی جیسا کہ صفحۂ آئندہ میں سرِ ورق کے عکس سے واضح ہے

﴿ الجواب الشافى ﴾
« فى اباحة التصوير »
(الفوتوغراف)

﴿ استنباط ﴾

العلوم الاعظم والهمام الافخم قدوة العلماء الاعلام وفخر
جهابذة الانام الاستاذ الكبير والعلم الشهير شيخنا
الشيخ محمد بخيت المطيعى الحنفى مفتى الديار
المصرية سابقا نفع الله تعالى به
الكبير والصغير
آمين

﴿ طبع على نفقة حضرة الاستاذ السيد أحمد الصديق الغمارى ﴾

﴿ الطبعه الاولى ﴾

بالمطبعه الخيريه ادارة السيد محمد عمر الخشاب
حفظه الله ووفقه لما فيه الخير والصواب آمين
﴿ تأسست المطبعة المذكورة باذن نمرة ١ سنة ١٣٠٢ ه‍ ﴾

اس کتاب میں علامہ بخیت نے لکھا

المقام الرابع : و هو المقصود بالذات. و قد علمت ان ابن عابدين قال : ان ظاهر كلام النَوَوِى انه حرام بالاجماع مطلقا سواءً صنَعه لِما يُمتهن او لغيره و سواء كانت الصورة صغيرة او كبيرة و سواء كان لها ظل او لا ظل لها.

لكن ...... كلام النووى ليس نصا صريحا فى نقل هذا الاجماع و انت تعلم الطرق التى دوّنها علماء الاصول فى نقل الاجماع و انه كنقل الاحاديث فلا يكفى فى نقله كونه ظاهر كلام النووى فقط.

مختصراً [الجواب الشافى فى اباحة التصوير الفوتوغرافى ص۱۹ ، ۲۰]

مقامِ رابع :- یہی مقصود بالذات ہے۔

تمہیں معلوم ہو چکا کہ علامہ شامی [م ۱۲۵۲ھ] نے فرمایا : " امام نووی [م ٦٧٦ھ] کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ تصویر بالاجماع مطلقاً حرام ہے ، چاہے موقعِ اہانت میں رہنے والی چیز میں بنائی جائے یا موقعِ تعظیم میں ، اور تصویر چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ، اور چاہے مجسّمہ ہو یا بے سایہ۔ "

لیکن **کلامِ نووی اس اجماع کی نقل میں نصِ صریح نہیں۔** اور تم جانتے ہو نقلِ اجماع کے طریقے جو علمائے اصول نے مرتب فرمائے کہ نقلِ اجماع نقلِ احادیث کی طرح ہے ، تو **نقلِ اجماع کے لیے صرف کلامِ نووی سے ظاہر ہونا کافی نہیں۔**

یہ ظاہر اجماع علامہ شامی نے نہیں کہا ، بلکہ **محقق بحر** نے کہا ، پھر محقق بحر نے اس ظاہر اجماع پر "اِنْ" لگایا کہ

ان ثبت الاجماع او قطعية | اگر اجماع ثابت ہو یا دلیل [یعنی

الدلیل بتواترہ۔ [بحر رائق ۲/ ۴۸ ، رد المحتار ۱/ ۴۷۹]

تحریم تصویر کے نصوص] تواتر کے ساتھ قطعی ہو۔

اسے امام اہلسنّت نے بحر سے نقل کیا [ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۹/ ۵۵ ۔ مترجم ۶۰۹/۲۴] مگر ''اِنْ'' پر کوئی کلام نہ کیا۔

خود علامہ شامی نے اسے نقل کیا اور ''اِنْ'' پر کچھ نہیں کہا ، اور جہاں خود کہا وہاں اجماع نہیں کہا ، بلکہ یہ فرمایا

فعل التصویر غیر جائز مطلقاً ، لانہ مضاھاۃ لخلق اللّٰہ تعالیٰ.

[رد المحتار مکروھات الصلوٰۃ ۱/ ۴۷۹]

تصویر بنانا مطلقاً ناجائز ہے ، اس لیے کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کے بنائے کی نقل کرنا ہے۔

پھر محقق بحر سے نقل کیا ہے تو کہاں؟..... استنادِ تکفیر و تضلیل میں نہیں ، بلکہ استنادِ احکامِ فقہیہ میں ، جہاں جیسے ظاہرِ آیات واحادیث کافی ظاہر اجماع کافی۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ سے **عکسی تصویر** بنانے کو **جائز کہنے** کی بابت سوال ہوا۔

وہ سوال یہ ہے ۔ '' از مُلّا حسن پیشاوری ۲/ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ از جنابِ سیدِ عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم امتناعِ تصاویرِ مطلقہ بہ ثبوت رسیدہ ست یا مقید یعنی کامل یا ناقص کہ عکسی و دستی مشہورست جابجا دریں امر معارضہ و مباحثہ بوقوع رسیدہ بعضے می گویند کہ مطلق تصویر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم سے تصویروں کی مطلق ممانعت ثابت ہے؟..... یا مقید یعنی پوری ہو یا ادھوری جسے عکسی اور دستی کہتے ہیں؟..... جابجا اس مسئلے میں بحث و مباحثہ رونما ہے۔ بعض کہتے ←

آپ نے وہی کلامِ امام نووی علامہ علی قاری کی طرف نسبت اور مرقاۃ کے حوالے سے پیش کیا مگر اس سے جزمی یقینی اجماع کہنا تو دور، ظاہر اجماع بھی نہ کہا۔

ممنوع ست۔
وبعضے گویند کہ تصویرے کہ مثلِ سایہ بر کاغذ یا بر دیوار کشیدہ شدہ باشد و دستی نباشد و سطح نیز ہموار باشد آں کشیدن و با خود داشتن جائز ست
وآنچہ جرم می دارد کہ از ہیزم و آہن ساختہ باشد کہ سطحِ آں ہموار نباشد جائز نباشد و نگاہ داشتنِ آں نیز ممنوع غیر مشروع ست۔ بینوا توجروا"۔
[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۷۱/۹]

ہیں تصویر مطلقاً ممنوع ہے۔
اور بعض کہتے ہیں جو **تصویر سائے** کی طرح کاغذ یا دیوار پر کھینچی جاتی ہے اور دستی نہیں ہوتی اور سطح بھی ہموار ہوتی ہے وہ تصویر کھینچنا اور پاس رکھنا **جائز ہے**۔
اور جو مجسم ہو کہ لکڑی لوہے وغیرہ سے بنائی جائے جس کی سطح ہموار نہیں ہوتی وہ جائز نہیں، اور اُسے رکھ چھوڑنا بھی ممنوع و غیر مشروع ہے۔

۔ فرمایا "لاجرم علماء نے تحریمِ مطلق کی تصریح فرمائی، علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ [۴۸۳/۴] میں فرماتے ہیں

قال اصحابنا وغیرھم من العماء تصویر صورۃ الحیَوان حرام شدید التحریم، وھو من الکبائر لانہ متوعّد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث، وسواء صنَعہ فی ثوب او بِساط او درھم او دینار او غیر ذلک۔"
[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۷۲/۹]

ہمارے ائمہ اور دوسرے ائمہ نے فرمایا جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے سخت حرام، اور کبیرہ ہے، اس لیے کہ اس پر یہ سخت وعید ہے جو احادیث میں بیان فرمائی، تصویر چاہے کپڑے میں بنائے یا بچھونے یا درہم و دینار وغیرہ میں۔

علامہ شامی اور محقق بحر سے بھی اور عبارات پیش کیں ، مگر ظاہر اجماع کی عبارت نہیں پیش کی۔

پھر اگر ہر طرح کی تصویر بنانے کی حرمت بہ جزم ویقین اجماعی تھی تو خود امام نووی نے صراحۃً کیوں نہ اجماعی کہہ دیا؟...... جیسے وہیں مجسّمہ کے رکھ چھوڑنے کی حرمت کو صراحۃً اجماعی فرمایا کہ

و اجمعوا علی منعِ ما کان له ظِلّ و وجوبِ تغییرہ۔

[صحیح مسلم بشرح النووی ۸۲/۱۴]

سایہ دار تصویر کو رکھ چھوڑنا حرام ، اور زائل کر دینا واجب ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔

امام عسقلانی راوی

؏ علامہ شامی در رد المحتار فرماید: فعل التصویر غیر جائز مطلقاً لانه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ.

ہمدراں از بحر رائق است : صُنعه حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالیٰ و سواء کان فی ثوب او بِساط او درهم و اِناء و حائط و غیره.

[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۷۲/۹ ۔

مترجم ۵۶۴/۲۴]

علامہ شامی رد المحتار [مکروہات صلوٰۃ ۴۸۰/۲] میں فرماتے ہیں: تصویر سازی مطلقاً ناجائز ہے ، اس لیے کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کے بنائے کی نقل کرنا ہے۔

اسی میں بحرِ رائق [۴۸/۲] سے ہے : تصویر بنانا بہر حال حرام ہے ، اس لیے کہ اس میں اللّٰہ تعالیٰ کے بنائے سے مشابہت کرنا ہے۔ اور تصویر چاہے کپڑے میں ہو یا بستر و درہم و دینار و دیوار وغیرہ میں۔

قال ابن بطّال : فهم ابو هريرة ان التصوير يتناول ما له ظل و ما ليس له ظل فلهذا انكر ما ينقش فی الحيطان .

قلت : و هو ظاهر من عموم اللفظ ، و يحتمِل ان يُقصَر علی ما له ظل من جهة قوله ((كخلقی)) فان خلقه الذی اخترعه ليس صورة فی حائط ، بل هو خلق تام.

[فتح الباری ۴۱۰/۱۳]

ابنِ بطّال کہتے ہیں: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے [فرمانِ حدیث کہ ((اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنا دیں)) ۔ فتاوی رضویہ نصفِ اول ۱۴۳/۹ ۔ سے] یہ سمجھا کہ یہ بنانا سایہ دار یعنی مجسّمہ اور بے سایہ دونوں کو شامل ہے ، اسی لیے دیواروں میں نقش کی جانے والی تصویر پر انکار فرمایا۔

[امام عسقلانی نے کہا] میں کہتا ہوں: یہ **شمول** عمومِ لفظِ حدیث سے **ظاہر** ہے۔ جبکہ **احتمال** ہے کہ صرف مجسّمہ مراد ہو ، کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے ((میرے بنائے کی طرح)) اور اللہ نے جو مخلوق بنائی وہ دیوار میں نقشِ صورت نہیں ، بلکہ کامل مخلوق ہے۔

ـہ امام ابنِ رشد **مالکی** [م ۵۲۰ھ] نے تو دلالت بتائی جسے امام قرافی **مالکی** [م ۶۸۴ھ] نے ذخیرہ میں نقل کیا کہ

قال فی البیان : انما استخف الرقوم فی الثياب لانها رسوم لا اجساد لها و لا ظل شبه الحيوان و لا يحيی فی العادة من هو هكذا و الحديث دل علی ما يمكن له

"بیان" میں فرمایا : کپڑوں میں نقش و نگار سے تصویروں کا حکم ہلکا اس لیے ہے کہ وہ تصویریں نشانات ہیں مجسّمہ نہیں جن کا جاندار کی طرح سایہ ہو اور جو [ذی صورت] ایسا ہو وہ عادۃً زندہ نہیں رہتا جبکہ حدیثِ پاک کی دلالت ایسی تصویر پر ہے جس ←

روح فيقال لهم احيوا ما خلقتم. [البيان و التحصيل ۵۷۴/۱۸ الذخيرة للامام القرافی ۲۸۶/۱۳]	کے لیے روح کا [عادۃً] امکان ہو جس سے تصویر بنانے والے سے [روزِ قیامت] مطالبہ ہو کہ جو تو نے بنایا تھا اُس میں جان ڈال۔

یہ کلام بے سایہ کو بنانے کی بھی کراہت کی طرف ناظر ہے جو مذہبِ مالکی میں تنزیہی کی طرف راجع ہوتی ہے

الكراهة متى اطلقت لا تنصرف الا للتنزيه. [حاشية العدوی علی هامش كفاية الطالب الربانی ۳۱۷/۱]	[فقہِ مالکی میں] کراہت جب مطلق ہو تو مراد تنزیہی ہی ہوتی ہے۔

نیز امام قرافی اسے انہی علامہ ابنِ رشد[1] کے اُس کلامِ "المقدمات الممهدات" کی تائید میں لائے ہیں جس میں اُنہوں نے نقش تصویروں کو رکھ چھوڑنے کے بارے میں فرمایا ہے کہ ..... "مکروہ ہے حرام نہیں" ..... جس سے ظاہر کہ تنزیہی مراد ہے۔ تو یہاں "البیان" میں جسے ہلکا حکم کہا وہ کراہتِ تنزیہی ہوا۔ وہ کلام یہ ہے

فی "المقدمات" : لايجوز عمل التماثيل المصورة على صفة الانسان اوصفة شيء من الحيوان لقول النبی صلی الله عليه وسلم ((ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم احيوا ما خلقتم))	"مقدمات" میں ہے : انسان یا کسی جاندار کی عکاسی کرتی تصویر بنانا جائز نہیں کیونکہ ارشادِ حدیثِ پاک ہے ((ان تصویروں کے بنانے والوں پر روزِ قیامت عذاب ہوگا ، ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو)) ←

[1] یہ امام ابنِ رشد **مالکی** ، ابنِ رشد فلسفی مصنفِ تہافت التہافت وغیرہ کے **جدِّ امجد** اور امام قاضی عیاض کے معاصر ہیں۔ [ملاحظہ ہو سیر أعلام النبلاء ۵۰۱/۱۹ ، ۵۰۲ ۔ نیز ۲۰۷/۲۱]

اِکمال المُعلِم میں ہے

و فی قولہ ((یضاھون)) دلیل ان ھذا مما لہ ظل و شکل قائم.

اور ارشادِ حدیث ((یُضاھُوْنَ : مشابہت کرتے ہیں)) دلیل ہے کہ یہ تصویر وہ

وقولہ ﷺ ((ان الملٰئکة لا تدخل بیتا فیہ تماثیل و تصاویر))

((بیشک فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویریں ہوں))

والمحرم من ذلک باجماع ماکان مخلوقا لہ ظل قائم علی صفة الانسان اومایحیی من الحیوان

اور بالاجماع حرام وہ تصویر ہے جو انسان یا کسی جاندار کی عکاسی کرتی ایسی بنائی گئی ہو کہ اُس کا برقرار رہنے والا سایہ ہو۔

وما سوی ذلک من المرسوم فی الحِیطان والمرقوم فی السُتور التی تُنشَر او البُسُط التی تُفتَرش او الوسائد التی یُرتفَق بھا و یُتکأ علیھا مکروھة ولیست بحرام فی الصحیح من الاقوال ، لتعارض الآثار فی ذلک ، لان ما تعارضت فیہ الآثار فھو من المُشتبِھات التی قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیھا

اس کے علاوہ وہ تصویر جو دیوار میں نقش ہو یا لٹکانے والے پردے میں یا بچھانے کے بستروں یا مسندوں میں ہو جن سے ٹیک لگانے کا فائدہ اٹھایا جائے تو وہ قولِ صحیح پر مکروہ ہے ، حرام نہیں۔

کیونکہ اس بارے میں روایاتِ احادیث متعارض ہیں اور جہاں روایاتِ احادیث متعارض ہوں وہ مشتبہات سے ہے جن کے بارے میں میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

((فمن اتقی المشتبھات استبرأ لدِینہ وعِرْضہ))

((جو شبہات سے بچا اُس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو خالص کرلیا))

[الذخیرة ۱۳/۲۸۵ ۔ المقدمات ۳/۴۵۸]

[اکمال المعلم بفوائد مسلم ۶/۶۳۸] | ہے جو سایہ دار اور دیرپا ہو۔

اگر بے سایہ کی حرمت بھی بہ جزم ویقین اجماعی تھی استغراقِ حقیقی پر اجماع جزمی یقینی تھا تو صرف ...... " عمومِ لفظ سے **ظاہر** " ...... اور ...... " تخصیص بہ مجسّمہ کا **احتمال** " ...... بتانا کیا معنیٰ؟...... کیونکہ عموم واطلاق ظاہر تھی[ہ] لیکن استغراقِ حقیقی پر اگر اجماع[ہ] ہوگیا تھا تو خلافِ ظاہر کا احتمال پیش کرنے کا کیا محل رہا؟...... کہہ دیتے کہ عموم واطلاق و شمول و استغراقِ حقیقی پر اجماع ہے؟......

جیسے اس کے بعد ایک اجماع کہے ہیں کہ

قال ابن العربی : حاصل ما فی اتخاذ الصور انھا اِن کانت ذا اجسامٍ حَرُم بالاجماع.	فقیہِ مالکی ابنِ عربی نے کہا : تصویر رکھ چھوڑنے کے بارے میں خلاصۂ حکم یہ ہے کہ اگر مجسّمہ ہو تو اُسے رکھ چھوڑنا بالاجماع حرام ہے۔

[فتح الباری ۱۳/۴۱۸]

چلو اُن سے رہ گیا تھا ، امام عینی ہی کہ تعاقب کرتے ہیں کہہ دیے ہوتے؟......

ہ جیسے دیکھو! ـــ " اللہ و رسول نے **مطلقاً** نفیِ نبوتِ تازہ فرمائی شریعتِ جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتَم بمعنی "آخر" بتایا ، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا ، اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امتِ مرحومہ نے اسی **معنیٰ ظاہر** و مُتبادِر و عموم واستغراقِ حقیقیِ تام پر **اجماع** کیا ...... تو یہاں عموم و استغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کرسکتا مگر کھلا کافر خدا کا دشمن قرآن کا منکر مردود ملعون خائب وخاسر والعیاذ باللہ العزیز القادر " ـــ مختصراً

[فتاوی رضویہ ۶/۵۹ ـ مترجم ۱۴/۳۳۷]

امام اہلسنّت نے فرمایا

”حضور سرورِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ، اوراس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں ، اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا ، احادیث اس بارے میں حدِّ تواتر پر ہیں “۔

[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۱۴۳/۹ ۔ مترجم ۴۲۶/۲۱]

پھر اکیس احادیثِ کریمہ پیش کر کے فرمایا

”یہ تمام احادیث عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کسی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں ، تو معظمینِ دین کی تصویروں کو ان احکامِ خدا ورسول سے خارج گمان کرنا محض باطل و وہمِ عاطل ہے “۔ [ایضاً ۱۴۵/۹ ۔ مترجم ۴۳۲/۲۱]

آخر میں فرمایا

”یہ سب متعلق بہ تصاویرِ ذی روح تھا۔ رہا نقشۂ روضۂ مبارکہ اس کے جواز میں اصلاً مجالِ سخن و جائے دم زدن نہیں ، جس طرح اُن تصویروں کی **حرمت یقینی** ہے یونہی اِس [نقشۂ روضۂ پاک] کا **جواز اجماعی** ہے “۔

[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۱۴۷/۹ ۔ مترجم ۴۳۹/۲۱]

اگر دربارۂ تصویر حکمِ حرمت استغراقِ تام پر بالیقین اجماعی تھا تو کیوں نہ اجماعی کہہ دیا؟..... جیسا نقشۂ روضۂ مبارک کے جواز کو اجماعی فرمایا۔

اور **”یقینی“ مستلزمِ اجماعی نہیں**۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

و قد بین فی علم الاصول انّ العام بیشک علمِ اصول میں بیان کردیا گیا کہ ......
قطعی فی افادۃ الاستغراق ، و ان ”عام“ افادۂ استغراق میں **یقینی** ہے۔

النصوص واجبة الحمل على ظواهرها ما لم يَصرِف دليل صحيح ، و ان التخصيص و التاويل من دون الجاء دليل ، تبديل و تحويل ، و الا ارتفع الامان عن الشَرع الجليل. فاذن قد استقر عرش التحقيق و للّٰه الحمد على علم نبينا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم بما کان و ما یکون.

اور یہ کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے۔ اور یہ کہ جب تک کوئی دلیل مجبور نہ کرے تخصیص وتاویل بات کا بدلنا اور پھیرنا ہے ، ورنہ شرعِ جلیل سے امان اٹھ جائے ...... تواب بحمد اللہ تعالیٰ عرشِ تحقیق اس پر مستقر ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم **تمام ماکان و مایکون** کو **جانتے ہیں۔**

مختصراً [الدولة المكية ص۲۸۶ تا ۲۸۹]

اور پھر رماح القہّار علی کفر الکفار[۲۸] میں اسے[۱۳] قسمِ سوم میں **شمار فرمایا** ، اور

__"قسمِ سوم:- وہ مسائل کہ علمائے اہلسنّت میں **مختلف فیہ** ہوں ، اُن میں کسی طرف **تکفیر** و **تضلیل ممکن نہیں**"__۔ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/۴۱۴]

تو یقینی اگر خواہی نخواہی اجماعی ہو تو مختلف فیہ ہونا کیا معنی؟....

عموم واطلاق سے یقین اگر اجماع لائے تو **"عام" مساویِ مفسّر** ہوجائے ، اور پھر اس کی حاجت نہ رہتی کہ

__"تمام امتِ مرحومہ نے اسی معنیٔ ظاہر و مُتَبادِر و عموم واستغراقِ

---

[۱۳] وہ عبارت یہ ہے __"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو جملہ مکنوناتِ قلم و مکتوباتِ لوح بالجملہ روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجۂ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے"__۔ مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/۴۱۵]

حقیقیِ تام پر اجماع کیا "۔ [فتاوی رضویہ ۶/۵۹۔ مترجم ۱۴/۳۳۷]

اس دورِ قحط الرجال میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلام کی نزاکت اور تعبیر میں احتیاط ولطافت کون جانے؟..... اکابر فیض یافتگانِ امام اور حاضر باشانِ بارگاہِ امام نے جانا ، ولہذا کبھی امام سے بڑھ کر کلام کر کے کلامِ امام کو اپنی فہم کا جامہ نہ پہنایا۔ اور علمائے حرمین شریفین نے جانا ، کہ امام کی دقیقہ سنجی نکتہ رسی اور کلام کی رفعت و برتری کا اعتراف کیا جو حسام الحرمین سے عیاں ہے۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم اجمعین.

پھر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اگرچہ یہ تک فرمایا کہ

تصویرِ بے سایہ را روا داشتن مذہبِ بعض روافض است وبس۔	تصویرِ بے سایہ کو جائز سمجھنا صرف بعض روافض کا مذہب ہے۔

مگر سوال میں جو تھا کہ

..... " بعض **عکسی تصویر** بنانے رکھنے کو **جائز** کہتے ہیں "......

اسے **گمراہی نہیں بتایا** ، اور **نہ عکسی تصویر** کھینچنے رکھنے کو **بالاجماع حرام** کہا۔ صرف بے سایہ کے خارج و مستثنیٰ ہونے کا **رد** کیا ہے اور داخلِ منع ہونے کا ہے۔ تو اس سوال پر کہ

۔" تصویر کا بنانا جائز ہے یا نہیں ، اور جائز کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ "۔

جواب میں جو فرمایا

۔" جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔ جو اسے جائز کہے شریعت پر افتراء کرتا ہے گمراہ ہے مستحقِ تعزیر و سزائے نار ہے "۔ [فتاویٰ رضویہ نصفِ آخر ۹/۲۴۷]

یہ تضلیل اس لیے ہے کہ سوال میں تصویر مطلق ہے جو ظاہراً مجسّمہ کو بھی شامل ہے۔

ثبوت پیش فرمایا ہے کہ

پیدا است کہ آنچہ بر وِسادہ باشد ہمیں تصویرِ منقوش و بے سایہ ست نہ منحوت و مجسم۔	ظاہر ہے کہ تکیے پر جو تصویر تھی وہ یہی منقوش و بے سایہ تھی ، نہ کہ تراشی ہوئی اور مجسّم۔

اور صرف ازراہِ **عموم و اطلاق** ...... جو کہ مستلزمِ اجماع نہیں ، جیسا کہ گذرا ......

عکسی کا حرام ہونا بیان فرمایا کہ

"صورتگریِ جاندار مطلقاً حرام است سایہ دار باشد یا بے سایہ دستی باشد یا عکس۔"

[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۷۱/۹ ـ مترجم ۵۶۲/۲۴]

اور _"تحریمِ مطلق"_ [ایضاً ص۷۲] پر محقق بحر کا یہ قول پیش نہیں کیا کہ

....."ظاہر کلامِ نووی تحریمِ مطلق پر اجماع ہے"..... [بحر رائق ۴۸/۲] بلکہ **بغیر اجماع** و **ظاہرِ اجماع** کے علامہ علی قاری علامہ شامی اور محقق بحر سے اورعبارات پیش کیں۔ [جو گذشتہ حاشیوں میں گذریں اور ایک آرہی ہے]

نیز مضاھاۃ کو علتِ تحریم پیش کیا ہے ، خود بھی ، اور فقہاء سے بھی ، نہ

کہ علتِ تھلیل کہ

وچوں علتِ تحریم مشابہت بخلقِ الٰہی است تفاوت نمی کند کہ بخامہ کشند یا عکس را منطبع سازند، زیرا کہ علت ہمہ جا حاصل است۔	اور جب علتِ تحریم خلقِ الٰہی سے مشابہت کرنا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قلم سے بنائیں یا عکس کو چھاپ لیں ، کیونکہ وہ علت ہر جگہ حاصل ہے۔
وہمدراں است : علۃ حرمۃ	ردالمحتار [۴۷۹/۱] ہی میں ہے :

التصویر المضاهاۃ لخلق اللّٰہ تعالیٰ و ھی موجودۃ فی کل ما ذکر۔
[فتاوی رضویہ نصفِ اول ۷۲/۹ ۔ مترجم ۵۶۴/۲۴]

تصویر سازی حرام ہونے کی علت مضاھاۃ خلق اللّٰــــہ ہے ، اور وہ مذکورہ چھوٹی تصویر جیسی درہم میں ہوتی ہے اور پوشیدہ اور موضعِ ذلت میں کی تصویر سب میں موجود ہے۔

[بقیہ عباراتِ بحر و ردالمحتار حاشیہ ص ۱۶ میں گذریں]

ہاں وہ علتِ تکفیر ہے ، مگر کس کے لیے؟..... **قاصدِ مضاھاۃ** کے لیے؟..... علامہ ابنِ حجر عسقلانی راوی ہیں کہ

و خَصَّ بعضهم الوعیدَ الشدید بمن صوّر قاصداً ان یُضاهی ، فانه یَصیر بذلک القصد کافراً.
و اما من عَداه فیحرم

بعض علماء نے مانا کہ یہ سخت وعید [کہ روزِ قیامت سب سے زیادہ عذاب ہو ، اور تصویروں میں جان ڈالنے کے لیے کہا جائے ، یہ وعید] خاص اُس کے لیے ہے جو اسی **قصد** سے تصویر بنائے کہ اللّٰہ نے جو بنایا ہے اُسی طرح سے میں بھی بناؤں۔ تو یہ اپنے اس **قصد** و **نیت** سے کافر ہوجائے گا۔ ؎

؎ نیز ایک اور مُحمَلِ تکفیر ہے ، چنانچہ امام بدر الدین عینی اپنے شیخ سے راوی

قال شیخنا زین الدین رحمه اللّٰه : هذا محمول علی من یکفُر بالتصویر ، کالذی یصور الاَصنام لتعبد من دون اللّٰه ، فانه کَفَر. [عمدة القاری شرح صحیح البخاری ۱۱۹/۲۲]

ہمارے شیخ زین الدین رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا : یہ وعید اُس کے لیے ہے جو تصویر بنانے میں کفر کرے ، مثلاً جو اس لیے بت بنائے کہ اللّٰہ کے سوا اُس کی پرستش کی جائے ، تو بیشک وہ کافر ہے۔

عليه و يأثم، لكن اثمه دون اثم المُضاهِي. [فتح الباري ١٣/٤٠٦، ٤٠٧]	رہا اس کے علاوہ جو تصویر بنانے والا ہو اُس کا فعل حرام ہے وہ گنہگار ہوگا، لیکن اُس کا گناہ **قاصدِ مضاہاۃ** کے گناہ سے **نیچے** ہے۔

اِکمال المُعْلِم میں ہے

و قیل: بل ذلک فیمن قصَد المعنی الذی جاء فی الحدیث من مضاهاة خلق الله و اعتقد ذلک، فهو کافر بقصده، فله من اشد العذاب ما للکفار.	اور کسی نے کہا: بلکہ یہ وعید اُس کے واسطے ہے جو تخلیقِ الٰہی کی مشابہت کرنے یعنی اللّٰـہ کے بنائے ہوئے کی نقل کرنے کا قصد کرے اور اسی نیت سے تصویر بنائے، تو وہ اپنے اس قصد و نیت سے کافر ہے، اس لیے اُس کے واسطے وہ سخت تر عذاب ہے جو کفار کے واسطے ہے۔
و اما من لم یضاه بذلک خلق الله و لا قصَده و لا نواه فلیس ینـالـه هذا الوعید، و ان کان مُخطِئاً فی فعله و عاصیا. [اِکمال المُعْلِم بفوائد مسلم ٦/٦٣٨]	رہا جو تصویر بنانے سے تخلیقِ الٰہی کی مشابہت نہ کرے اور نہ مشابہت کرنا اُس کا قصد اُس کی نیت ہو تو اُسے یہ وعید نہیں پہنچے گی، اگرچہ وہ اپنے فعلِ تصویر سازی سے خطا کار گنہگار ہوگا۔

مگر مسلمان پر کفر کے گمان کی کیا گنجائش؟..... گنجائش اس نیک گمان کی ہے کہ جدید آلہ جات کی تصویریں اگر ممنوع تصویریں ہیں تو موجودہ **ضرورت و حاجتِ شدیدہ** کی **عام حالت** میں مسلمانوں کا عمل ان تصویروں کے باب میں ان علماء کے قول پر ہے جو ان تصویروں میں بندوں کی طرف سے **بنایا جانا** نہیں دیکھتے، اور اس وجہ سے انہیں **ممنوع تصویریں نہیں سمجھتے**، یا پھر **رخصت** پر ہے۔

اور بہر حال وہ اور اُن کے معتمدین حرامِ اجماعی کو معاذ اللہ حلال نہیں ٹھہرا رہے ہیں کہ عاقبت نااندیش انہیں معاذ اللہ گمراہ ٹھہرائیں۔

حسبنا اللّٰه و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر و هو المستعان اللّٰهم اَنزِل نَصرَک بوسیلة سید ولد عدنان علیه و علی آله الصلوٰة و السلام الاکملان.

۔" درء المفاسد اهم من جلب المصالح. مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے "۔

[فتاوی رضویه نصفِ آخر ۱۹۸/۹]

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ

...." مجردِ منفعت کے لیے کسی ممنوعِ شرعی کی رخصت نہ ہوسکنا درء المفاسد اهم من جلب المصالح کا اصل مدلول و معنی ہے "...... **ملخصاً مسهلاً** [ایضاً ۲۰۰/۹] [آگے فرمایا]

۔" بالجملہ محض منفعت مُبیحِ ممنوع نہیں ہوسکتی "۔ [ایضاً ۲۰۱/۹]

نہ کہ حاجتِ شدیدہ چہ جائیکہ **ضرورت** جو آج کی **عام حالت** ہیں۔

علاوہ ازیں درء المفاسد اهم من جلب المصالح دربارۂ عمل حکمِ ممانعت دینے کے لیے ہے ، **یہ نہیں** کہ اس سے مجوزین کا قول ساقط ہوکر حکمِ ممانعت اجماعی ہوجائے اور بحالِ عذر بھی قولِ جواز کی اتباع کرنے والے پر معاذ اللہ گمراہی آئے۔

پھر آگے علامہ بخیت نے کہا

ان علة حرمة التصویر علی ما تقدم هی مضاهاة خلق الله تعالیٰ	حرمتِ تصویر کی علت جیسا کہ گذرا مضاهاة لخلق اللّٰه ہے [اللہ کے بنائے کی مشابہت کرنا نقل کرنا]

و ذلک لان معنی التصویر هو ایجاد الصورة بمعنی ان المصور یُحدِث صورة الحیَوان بفعله و صُنعه حتی بذلک یکون مضاهیا لخلق اللّٰه و یُعذَّب یوم القیامة و یقال انفَخ فیها الروح و لیس بنافخ او یقال لهم اَحْیُوا ماخلَقتم.

و حینئذ ینظر فیما یفعله بعض الناس فی عصرنا من اخذ صور الحیَوانات من الانَاسی وغیرهم بالآلة المسماة الفوتوغرافیا اَن کان فیه معنی التصویر او لیس فیه معنی التصویر و هل توجد فیه علة التحریم المذکور او لا توجد.

فنقول مما لاشبهة فیه ان هذا الفعل انما حدَث فی عصرنا هذا و لم یکن موجودا و لا معروفا فی عصور السلف ممن تقدم من العلماء ، و لکن قد اطبقت کلمتهم انه لا

یہ اس لیے کہ تصویر [یعنی صورت سازی] کا معنی ہے صورت ایجاد کرنا ، یعنی مصوِّر [تصویر ساز] اپنے فعل و عمل سے ذی روح کی صورت نو پید کرتا ہے جس سے وہ خلقِ الٰہی کی مشابہت کرنے والا ٹھہرتا ہے اور اسے روزِ قیامت عذاب ہوگا اور کہا جائے گا اپنی نو پید کردہ صورت میں روح پھونک اور نہیں پھونک سکے گا یا کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اُس میں جان ڈالو۔

اب دیکھیں ہمارے زمانے میں بعض لوگ جو انسان وغیرہ کی فوٹوگراف کیمرے سے تصویر لیتے ہیں ، اس میں صورت سازی کا معنی ہے یا نہیں؟..... اور مذکورہ علتِ تحریم اس میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟.....

تو ہم کہتے ہیں بلاشبہہ یہ **مسئلہ نو پید** ہے زمانۂ سلف میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ لیکن کلماتِ علماء بالاتفاق ناطق ہیں کہ اس دارِ تکلیف میں تا قیامت نو پید ہونے والا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوسکتا جس کے

يمكن وجود حادثة تحدُث فى دار التكليف الى ان تنقضى الا و لها حكم شرعى يوخذ من شرعنا ، و اَن ذلك اما بان ينُص على حكمه السَلَف او يُرجَع فيه الى القواعد التى قررها السلَف مما اخَذوا من الكتاب و السنة.

و قد علِمت ان علة التحريم المذكورة منصوصة فى الاحاديث التى ورَدت لتحريم التصوير.

فنقول ان اخذ الصور بالآلة المذكورة على ما علمناه من الثِقات فى ذلك بانه عبارة عن حَبْس الظل بطريقة مخصوصة معلومة لاربابها.

و من المعلوم فى كيفية حدوث الظل ان كل جسم كثيف اذا قابل جِرْما منيرا حدَث للجرم الكثيف ظل فى الجهة المقابلة للجرم المنير.

مثلا من المُشاهَد الذى لا شك

لیے حکمِ شرعی نہ ہو جو ہماری شرع سے استنباط کرکے حاصل کیا جائے یوں کہ خود سلف نے اس مسئلے کی صراحت فرمادی یا کتاب و سنّت سے جو قواعد استنباط کیے اُن کی طرف رجوع سے نو پید مسئلے کا حکم معلوم ہو۔

اور تم جان چکے کہ تحریمِ تصویر کی مذکور بالا علت احادیث میں جو تحریمِ تصویر کے لیے آئیں منصوص ہے۔

اب ہم کہتے ہیں فوٹوگراف سے تصویر لینا جیسا کہ **ثقات سے ہم نے معلوم کیا** وہ ظل یعنی سائے کو ایک مخصوص طریقے سے جسے **اربابِ فن جانتے ہیں روک لینا** اور **محفوظ کرلینا ہے۔**

اور **سایہ** کس طرح نو پید ہوتا ہے معلوم ہے جسمِ کثیف جب جرمِ منیر کے سامنے آتا ہے تو جرمِ منیر کی مقابل سمت میں جسمِ کثیف کا سایہ نو پید ہوتا ہے۔

جیسے بلاشبہہ مشاہدہ ہے کہ آفتاب

فيه ان الشمس اذا كانت في جهة المشرق فاَظلال جميع الاجسام الكثيفة التي تقابلها تمتد الى جهة المغرب ، فاذا صارت الشمس في جهة المغرب تحولت الاظلال الى جهة المشرق ، و اَنّ الشمس اذا طلَعت و وقَع ضَوئها على تلك الاجسام حصَل لها الاَظلال.

فلولا الشمس و وقوع ضوء ها على الاَجرام لما عُرِف للظل وجود و لا ماهية.

و من ذلك علمنا ان الظل انما يُحدِثه اللّٰه تعالىٰ اذا وقَع ضَوء جِرُم منير على جرم كثيف ، فوجود الاظلال كلها بهذه الواسطة انما هو من اللّٰه تعالىٰ بدون ان يكون للعباد في ذلك صُنُع و مدخل اصْلا ، و يدُلّ لذلك قوله تعالىٰ

﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ

جب مشرق میں ہوگا تو ہر جسمِ کثیف جو آفتاب کے سامنے پڑے گا اس کا سایہ مغرب کی سمت پھیلے گا ، پھر آفتاب جب مغرب میں ہوجائے گا تو سائے مشرق کو پلٹ جائیں گے۔ اور آفتاب جب نکلتا اور اُس کی روشنی اجسام پر پڑتی ہے تو اجسام کا سایہ بنتا ہے۔

تو اگر آفتاب نہ ہوتا اور اُس کی شعاعیں اجسام پرنہیں پڑتیں تو نہ یہ معلوم ہوتا کہ سایہ ہے ، اور نہ یہ معلوم ہوتا کہ سایہ کیا چیز ہے۔

اس سے ہم نے جانا کہ سایہ اللّٰہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتا ہے جب جرمِ منیر کی شعاعیں جسمِ کثیف پر پڑتی ہیں ، تو تمام سایوں کا وجود اس طرح سے محض من جانب اللہ ہے بندوں کا اس میں کوئی عمل دخل کسی طرح نہیں۔ اور یہ ارشادِ الٰہی اس پر دلیل ہے کہ

﴿اے محبوب ! کیا تم نے اپنے رب کو نہ

الظِّلَّ ج وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ج ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا﴾

[۲۵/۴۵،۴۶]

فان الظاهر من قوله تعالىٰ ثم جعلنا الشمس عليه دليلا ثم قبضناه الينا قبضا يسيرا ان المراد بالظل ما يحدُث من مقابلة الاجرام الكثيفة للشمس.

فمعنى الآية و الله اعلم او لم تنظُر اى تشاهد و تفكر الى صُنع ربک كيف انشأ و اوجد ظل كل مُظِلّ كان عند ابتداء طلوع الشمس ممتد الى ما شاء الله تعالىٰ، كما اختاره شيخ الاسلام ، و هو الظاهر من الآية ، فان الظاهر من جعل الشمس دليلا على الظل انه تعالىٰ جعل طلوع الشمس دليلا على ظهور الظل

دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ اور گر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا﴾

کیونکہ ﴿پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی طرف سمیٹا﴾ سے ظاہر یہ ہے کہ ظل سے مراد وہ ہے جو اجسامِ کثیفہ کے آفتاب کے سامنے ہونے پر نو پید ہوتا ہے۔

تو معنیٔ آیت واللہ اعلم یہ ہیں کہ کیا تم نے اپنے رب کے فعل وصنع پر غور نہ کیا کہ کیسے ہر قابلِ سایہ جسم کا سایہ پیدا فرمایا جو آفتاب کے آغازِ طلوع میں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے دراز ہوتا ہے۔

جیسا کہ شیخ الاسلام نے یہ معنی اختیار کیا اور یہی آیتِ کریمہ سے ظاہر ہے ، کیونکہ آفتاب کو سائے کی دلیل بنانے سے ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو ظل کے ظہور کی دلیل بنایا جس سے ہماری آنکھیں سائے کو

للحِسّ.

او دليلا على وجوده اى علة له ، لان وجوده انما هو بحَرَكة الشمس الى الاُفُق و قربها منه عادة ، و هو الذى اختاره الرازى و الطَبَرى و غيرُهما.

و الظاهر ايضا من قبضه الظل ايضا ازالته بعد انشائه ممتدا عند ايقاع شعاع الشمس موقعه او بايقاعه كذلك ، و مَحْوُه قليلا قليلا حَسَبَ سَيْرِ الشمس و كُرَوِيّة الارض.

و الظل على هذا شامل لظل الشاخص من جَبَل و نَحْوه و شامل للظل الذى يحدُث بين الطلوعين لان كلا منها ناشئ من جرم كثيف يقابل ضوء الشمس ، غيرَ اَن الجرم الذى نشَأ عن الظل الثانى هو جرم الارض الكُرَوِى. [ایضاً ص۲۰ تا ۲۲]

جان لیتی ہیں۔

یا ظل کے وجود کی دلیل بنایا یعنی علت کیا۔ کیونکہ سائے کا وجود عادۃً آفتاب کی افق کی طرف سیر اور قرب ہی سے ہوتا ہے۔

یہ معنی امام رازی اور امام طبری وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔

نیز قبضۂ ظل سے بھی ظاہر یہ ہے کہ آفتاب کی شعاعیں سائے کی جگہ ڈالنے کے وقت یا ڈال کر سائے کو بڑھا ہوا پیدا فرماتا اور اس کے بعد ختم فرما دیتا ہے ، یعنی آفتاب کی سیر اور زمین کے کروی ہونے کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے مٹا دیتا ہے۔

اور ظل اس تفسیر پر عام ہے [زمین پر] ابھرے ہوئے پہاڑ وغیرہ اجسام کے ظل اور طلوعِ صبحِ صادق وطلوعِ آفتاب کے بیچ جو ظل ہوتا ہے ان دونوں کو شامل ہے ، یہ دونوں ہی جسمِ کثیف کے آفتاب کے سامنے پڑنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں وہ جسم جس سے ظلِ ثانی پیدا ہوتا ہے وہ زمین ہے۔

پھر کہا

فالآية دالة على ان موجد الظل بجميع انواعه هو اللّٰه وحده بدون مدخل للخلق.

تو آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ ظل بہ جمیع اقسام کا مُوجِد اللّٰہ تعالیٰ ہے **بندوں کا اس میں کسب نہیں۔**

اذا تقرر هذا و علمت ان اخذ الصور بالفوتوغرافيا ليس الا حَبس الظل الناشئ بخَلق اللّٰه تعالىٰ من مقابلة الاجسام المقابلة للضوء و علمت ان اَخذ الصورة على هذا الوجه ليس ايجادا للصورة.

جب یہ ثابت ہولیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فوٹوگراف سے تصویر لینا وہ صرف **اُس سائے کو روک لینا محفوظ کرلینا** ہے جسے اللّٰہ تعالیٰ نے اجسامِ کثیفہ کے روشنی کے سامنے ہونے پر پیدا فرمایا توتم یہ بھی سمجھ سکتے ہوکہ اس کیمرے سے **تصویر لینا صورت سازی صورت گری** اور **صورت کی ایجاد نہیں ہے۔**

و معنى التصوير لغة و شرعا هو ايجاد الصورة و صُنعها بعد ان لم تكن.

جبکہ ''تصویر'' [یعنی صورت گری] کا لغت اور شرع میں معنی ہے صورت ایجاد کرنا جو صورت اب تک نہ تھی اُسے بنانا۔

فلم يكن ذلك الاخذ تصويرا اصلا، و ليس فيه معنى التصوير و المضاهاة لخلق اللّٰه تعالىٰ.

تو کیمرے سے تصویر لینا کسی طرح صورت سازی اورصورت بنانا نہیں ہے اس میں صورت گری اور **مضاہاتِ خلقِ الٰہی کا معنی نہیں ہے۔**

و انما هو مَنع للظل الذى

یہ تو صرف اللّٰہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے

خلق الله تعالیٰ من زواله اذا زالت مقابلة الجسم الكثيف المظل للجرم المنير و جعل ذلک الظل الذی خلقه الله مستمرّ الوجود.

الا ترى انه يجوز اقتناء نفس جُثّة الحَيَوان اذا حَنَّطتَ و عمِلتَ لها الوسائط التی تحفَظها من البَلا و التعفن.

كما انه يجوز ان يقِف الانسان اَمامَ مِرآة ما شاء اَن يقِف فيَعكِس ظله، فيها فلو فرضنا ان آخر حبَس هذا الظل الذی انعكس بالمرآة فيها بوسائط وصَلته لذلک و جعله مستمر الوجود فی المرآة بعد زوال وقوف ذلک الانسان امام المرآة، أيمكن لاحد ان يقول هذا مصور صور هذا الظل و اوجده و صنَعه بعد ان لم يكن مصنوعا.

[ایضاً ص۲۲ تا ۲۳]

سائے کو فناء ہونے سے روک لینا ہے جبکہ قابلِ سایہ جسمِ کثیف کا جرمِ منیر سے سامنا ختم ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمودہ اُسی **ظل** کو **برقرار رہنے والا کرلینا** ہے۔

بھلا دیکھو تو کوئی جانور مرگیا اور اُس کے نفسِ بدن کو تم نے خوشبو لگا کر اور مسالے وغیرہ کے ذریعے گلنے سڑنے سے بچا کر رکھ لیا تو کیا یہ ناجائز ہے؟....

تم آئینے کے سامنے جب تک چاہتے ہو کھڑے رہتے ہو اور آئینے میں اپنا سایہ ڈالتے ہو کیا یہ ناجائز ہے؟.... نہیں۔

تو دوسرے نے اگر اپنی صنعت سے اس سائے کو آئینے میں محفوظ کرلیا کہ تمہارے ہٹ جانے کے بعد بھی وہ سایہ برقرار رہے تو کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس نے اس ظل اس سایہ کی تصویر بنائی جو پہلے نہیں بنی تھی؟....

پھر کہا

فاخذ الصورة بالفوتوغرافيا هو عبارة عن حبس الظل بالوسائط المعلومة لارباب هذه الصناعة ليس من التصوير المنهي عنه في شئ. لان تصوير المنهي عنه هو ايجاد صورة و صُنع صورة لم تكن موجودة و لا مصنوعة من قبل يضاهي بها حيوانا خلقه الله تعالیٰ، و ليس هذا المعنى موجودا في اخذ الصورة بتلك الآلة.

[ایضاً ص ۲۳]

تو فوٹو کیمرے سے تصویر لینی جو کہ ظل کو اُن ذرائع سے جو اربابِ فن جانتے ہیں روک لینا ہے یہ کسی طرح ممنوع تصویر نہیں۔ کیونکہ ممنوع تصویر ہے ایسی صورت کی ایجاد ایسی صورت کو بنانا جو نہ پہلے موجود تھی نہ بنائی گئی تھی جس سے بنانے والا اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ذی روح کی نقل کرتا ہے۔ یہ معنی فوٹوگراف سے صورت لینے میں موجود نہیں۔

آئینے میں جو صورت نظر آتی ہے اُس کے متعلق دو قول ہیں : **انطباع** اور **انعکاسِ شعاع**۔ انطباع یعنی آئینے میں صورت کا چھپنا۔ اور انعکاس یعنی دیکھنے والے کی شعاعِ بصری کا آئینے پر پڑ کر واپس ہونا۔ [جیسا کہ ص ۳۹ میں آرہا ہے]

یونہی آنکھ سے متعلق بھی دو قول ہیں :

① آنکھ سے شعاع نکل کر سامنے کی چیز پر پڑتی ہے اس طرح سے چیز کا دیکھنا ہوتا ہے اور وہ چیز ہمیں معلوم ہو جاتی ہے۔

② دکھائی دینے والی چیز کی تصویر [یعنی نقل و مثال و شبیہ] آنکھ میں چھپتی ہے اسے اُس چیز کا دیکھنا کہتے ہیں اور وہ چیز ہمیں معلوم ہو جاتی ہے۔

حَیَاۃُ المَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الاَمْوَات[۱۲] میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

ــ ''آنکھوں[۵] سے خروجِ شعاع یا انہی کی لوح میں **صورت** کا **انطباع** ''ــ

مختصراً [فتاوی رضویہ ۴/۳۳۸ ـ مترجم ۹/۸۴۲]

یعنی آنکھوں سے روشنی کا نکلنا یا آنکھ کے پردے پر سامنے والی چیز کی تصویر چھپنا۔

اُسی میں ہے

ــ '' شارح [علامہ سید شریف] نے مباحثِ نظر [شرحِ مواقف ۱/۸۷] میں ذکر کیا

الادراک بالبَصَر یتوقف علی امور ثلثۃ ، مواجھۃ المُبْصَر ، و تقلیب الحَدَقۃ نَحْوَہ طَلَباً[۱] لرویتہ ، و ازالۃ الغِشاوۃ المانعۃ من الاِبْصار. ''ــ

[ایضاً ۴/۳۳۱ ـ ۹/۸۵۵ ، ۸۵۶]

آنکھ کے ذریعے جو علم ہوتا ہے وہ تین باتوں پر موقوف ہے آنکھ کا روبرو ہونا آنکھ کی پتلی کو چیز کی طرف دیکھنے کے لیے پھیرنا کوئی حجاب [پردہ] جو دیکھنے میں رکاوٹ بنے نہ ہونا۔

مواجھۃ البصر پر حاشیے میں امام اہلسنّت نے فرمایا

---

[۱] اقول قید الطلَب خرج وفاقا فلیس من شرط الرویۃ طلَبھا ، و المراد بالازالۃ العدَم اَصْلیا او طاریا بفعل الرائی او غیرہ. ۱۲ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ

[حاشیہ فتاوی رضویہ ۴/۳۳۱ ـ مترجم ۹/۸۵۵]

علامہ جرجانی نے جو کہا ''طَلَباً لرویتہ : دیکھنے کی طلب چاہت میں'' یہ قید اتفاقی ہے ، دیکھنے کے لیے یہ شرط نہیں آدمی کے بے چاہے بھی سامنے پڑنے والی چیز دکھائی دے گی۔ اور حجاب کا ازالہ جو اُنہوں نے کہا اس سے مراد ہے حجاب نہ ہونا ، خواہ اصل ہی میں حجاب نہ ہو یا دیکھنے والا یا کوئی اور حجاب اٹھادے۔

ای للمبصر نفسه او شبحه المنطبع فی نَحْو مِرأة. [حاشیہ فتاوی رضویہ ۳۳۱/۴ ۔ مترجم ۸۵۵/۹]	یعنی خود چیز آنکھوں کے سامنے ہو یا چیز کی جو نقل ومثال وشبیہ آئینے [پانی] وغیرہ میں چھپی وہ آنکھوں کے سامنے ہو۔

یہ دوصورتیں قول بالانطباع پر ہیں

یعنی جب یہ مانیں کہ آنکھ میں سامنے کی چیزوں کی تصویر چھپتی ہے۔

اور یہ ماننے پر آئینے میں بھی تصویر کا چھپنا ماننا پڑے گا ، کیونکہ مثال کے طور پر آدمی آئینے کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو آئینے کو دیکھتا ہے یوں کہ آئینہ آنکھ کے سامنے تھا آئینے کی تصویر آنکھ میں چھپ گئی۔ مگر اپنے آپ کو بھی دیکھتا ہے ، جبکہ آدمی خود اپنی آنکھ کے سامنے نہیں ، تو پھر دیکھا کیسے؟.... لامُحالہ یہ ہوا کہ آدمی کی تصویر آئینے میں چھپی ، اور اُس تصویر کی تصویر آنکھ میں چھپی ، یوں اپنے کو دیکھنا ہوا۔

آگے فرمایا

اما علی القول بخروج الشعاع فمقابلة المبصر حاصلة فی الوجهین لَاَجْل الانعکاس. [حاشیہ فتای رضویہ ۳۳۱/۴ ۔ مترجم ۸۵۵/۹]	رہا قول بہ خروجِ شعاع پر [یعنی یہ مانیں کہ آنکھوں سے شعاعیں نکلتی ہیں] تو [آئینہ سامنے ہو یا نہ ہو] دونوں صورتوں میں خود چیز آنکھ کے سامنے ہوگی کیونکہ آنکھ کی شعاعیں آئینہ کے اوپر پڑکر پلٹیں گی اور واپسی میں اصل چیز پر پڑیں گی۔

اس کے بعد امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

اقول:- ومَیل ائمتنا الفقهاء الی القول بالانطباع هو ان	ہمارے **ائمۂ فقہاء** کا **رجحان قولِ انطباع** کی طرف ہے ، یعنی یہ کہ وہ حضرات **آنکھوں**

یقولوا کون الْاِبصار بہ ، وذلک بانھم صرّحوا ان الرجل اذا رأیٰ فَرْجَ امرأۃ ، وھی فی الماء ، تثبُت حرمۃ المصاھرۃ ، ولو رأیٰ فرجھا فی الماء ، لا منہ ، وھی خارجۃ ، لم تثبُت ، لانہ علی الاول رأی فرجھا ، وعلی الثانی انما رأی شَبَحہ ، لانفسَہ ، کما فی الخانیۃ وغیرھا ، فلو قالوا بالانعکاس لکان رأی نفس الفرج فی الصورتین ، فَلْیُحفظ ، فانی لم اَرَ مَن نبّہ علیہ ، ثم رأیت المحقق نبّہ علیہ فی فتح القدیر ، ولِلّٰہِ الحمد ۱۲ منہ

[حاشیہ فتاوی رضویہ ۳۳۱/۴ ۔ مترجم ۸۵۵/۹]

میں چیز کی **تصویر چھپنے** سے چیز کا دیکھنا مانیں۔

کیونکہ ہمارے ائمۂ فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ مرد نے فرجِ زن کو دیکھا جبکہ وہ پانی میں تھی تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔

اور اگر وہ پانی سے باہر تھی اور اس نے پانی سے نہیں بلکہ پانی میں فرجِ زن کو دیکھا تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

کیونکہ پہلی صورت میں اس نے فرجِ زن کو دیکھا ، اور دوسری صورت میں نقل وشبیہ ومثال کو دیکھا۔ جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ تو ہمارے ائمۂ فقہاء اگر انعکاس مانتے [یعنی آنکھ کی شعاعوں کا پانی وغیرہ پر پڑ کر پلٹنا] تو دونوں صورتوں میں مرد نے عینِ فرج ہی کو دیکھا۔ اسے محفوظ کر لینا چاہیے اس لیے کہ میں نے نہ دیکھا کسی نے اس پر تنبیہ کی ہو ، پھر حضرت محقق کو دیکھا کہ انہوں نے فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے۔

الکَشْفُ شافیاً حُکْمَ فونوجرافیا میں فرمایا

حکموا ان برویۃ فرج المَرأۃ فی | ہمارے علماء نے حکم دیا کہ فرجِ زن کو آئینے

المِرأة بشهوة لا تثبُت حرمة المصاهرة، لانه لَم یر فرجها، بل مثاله، وھو مبنیّ علی القول بالانطباع، دون انعکاس الشعاع، والّا لکان المرئیّ نفس الفرج، لا خَیاله۔ [فتاوی رضویه نصفِ آخر ۹/۱۸ ۔ مترجم ۲۳/۴۳۸]

میں بہ شہوت دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوگی، کیونکہ اس نے فرجِ زن کو نہیں دیکھا بلکہ اُس کی مثال وتصویر کو دیکھا۔

اور یہ [علت] قول بالانطباع پر مبنی ہے انعکاسِ شعاع پر نہیں، ورنہ [یعنی یہ علت قول بالانطباع پر نہیں بلکہ قولِ انعکاس پر مبنی ہوتی] تو جسے دیکھا وہ عینِ فرج ہوتی، خیال ومثال نہیں۔

فتح القدیر میں جو فرمایا وہ یہ ہے

النَّظَر من وراء الزُّجَاج الی الفرج محرّم، بخلاف النظَر من المِرآة، و لو کانت فی الماء فنظَر فیه فرأی فرجها فیه تثبُت الحرمة، ولو کانت علی الشَّطِ فنظَر فی الماء فرأی فرجها لا یحرم، کأنّ العلة ۔واللّٰه أعلم ۔أن المرئی فی المِرآة مثالُه لا ھو، وھذا ینفِی کونَ الابصار من المِرآة ومن الماء بواسطة انعکاس الأشِعّة، والّا لرآه بعینه، بل بانطباع

اگر شیشے کے پار سے دیکھا تو یہ حرمتِ مصاہرت لائے گا، آئینے میں دیکھا تو نہیں۔ اگر وہ پانی میں تھی اور اس نے پانی ہی میں نظر ڈالی اور پانی ہی میں اس عضو کو دیکھا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اگر باہر کنارے پر تھی اس نے پانی میں نظر کی اور دیکھا تو حرمتِ مصاہرت نہیں آئے گی۔

گویا علت واللّٰہ تعالیٰ اعلم یہ ہے کہ آئینے میں جو نظر آیا وہ نقل ومثال ہے، عینِ فرج نہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئینے اور پانی کے ذریعے دیکھنا انعکاسِ شعاع کی راہ سے نہیں ہوتا، ایسا ہوتا تو مرد کی طرف سے عینِ فرج کو دیکھنا

مثل الصورة فیهما مختصراً [فتح القدیر ۳/۲۱۵]

ہوتا، بلکہ آئینے پانی میں فرج کی تصویر چھپنے سے ہوتا ہے۔

اوریہی جس کی طرف امام اہلسنّت نے ہمارے ائمۂ فقہاء کا رجحان بتایا فلسفۂ جدیدہ کی نظر ہے کہ آنکھوں کے پردے پر سامنے پڑنے والی چیز کی تصویر چھپتی ہے۔ اسی سے فلاسفۂ نو نے ویڈیو ٹی وی کا سراغ لگایا اور اسی بنیاد پر ویڈیو ٹی وی کی چنائی چنی۔ جس سے مجوزین سمجھتے ہیں کہ ان **نو پیدا آلہ جات** کو بنانا آئینہ وغیرہ شفیف اجرام بنانے کی طرح ہے ان میں **تصویر** من جانب اللہ بنتی ہے، ہماری طرف سے ان میں تصویر **بنانا نہیں** ہے۔

تو **بالفرض** حرمتِ تصویر پر اجماع ہو قطعی یقینی جزمی ہو تو بھی مجوزین کا آلاتِ جدیدہ کی تصویر کو جائز کہنا ان کی طرف سے اجماع کی مخالفت نہیں کہ گمراہی ٹھہرے اور اُن پر گمراہ ہونے کا حکم لائے۔ کیونکہ اجماع اگر ہے تو **بنانا حرام** ہونے پر ہے اور مجوزین **بنانا نہیں** مانتے، من جانب اللہ **بنتا** مانتے ہیں۔

پھر اختتام میں علامہ بخیت نے کہا

هـذا ما رأيناه في هذا الموضوع اخذا من النصوص السابقة و من اقوال العلماء، فان كان صوابا فهو من الله تعالىٰ و من نِعَمه علينا التى نَعجِز عن شكرها، و نرجو منه تعالىٰ ان يجعل عَجْزنا عن شكرها شكرا مقبولا لديه.

یہ ہے وہ جو اس مسئلے میں نصوصِ سابقہ اور اقوالِ علماء سے ہماری نظر میں ہے یہ اگر صواب و درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُس کی ہمارے اوپر نعمتوں میں ایک نعمت ہے جن کا شکر ہم ادا نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ سے ہم آس رکھتے ہیں کہ شکر سے ہماری عاجزی کو اپنی بارگاہ میں شکرِ مقبول کرے۔

و ان کان خطأ فھو منا ، و نستغفر اللّٰہ منہ ، انہ غفور رحیم ، و لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وُسْعَھا.

و انی ارجو منہ تعالیٰ ان یکون صوابا عندہ کما ھو صواب عندی فیما اعتقد ، و علی کل حال فانی فتحت الباب لاولی الرأی الناظرین فی العلوم الشرعیۃ الواقفین علی الآیات و الاحادیث و القواعد التی وضَعھا العلماء لاستنباط الاحکام منھا ، و اللّٰہ الموفق المُلْھِم للصواب ، انہ الکریم الوھّاب ، و صلی اللّٰہ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صَحْبہ و سلم. [الجواب الشافی فی اباحۃ التصویر الفوتوغرافی ص۲۳، ۲۴]

اور اگر یہ خطاء ہے تو ہماری طرف سے ہے اور اس سے ہم مغفرت کے طالب ہیں بیشک وہ معاف کرنے رحم فرمانے والا ہے اور اللّٰہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کے بوتے بھر۔

اور میں اللّٰہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ اُس کے نزدیک صواب ہو جیسے میرے نزدیک اور میرے اعتقاد میں صواب ہے۔ بہر حال میں نے فتحِ باب کیا ہے اُن حضرات کے لیے جو علومِ شرعیہ میں نظر رکھتے اور آیات و آحادیث اور ان قواعد سے واقف ہیں جو علماء نے استنباطِ احکام کے لیے مقرر فرمائے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ ہی ہے توفیق دینے والا اور دل میں صحیح بات ڈالنے والا بیشک وہ کریم ہے بہت عطاء فرمانے والا۔ اور اللّٰہ رحمت وسلامتی نازل فرمائے ہمارے آقا محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم پر اور حضور کے آل واصحاب پر۔

یہ اُن کی نظر ہے جس کا ہر ایک کو باور ہونا ضروری نہیں۔ ائمۂ مجتہدین کے خلافیات میں ایک مجتہد کی نظر دوسرے کو باور نہ ہوئی ، دربارۂ استخراج واستنباط وترجیح وتصحیح فقہائے مقلدین کے **اختلافات میں ایک کی نظر دوسرے کو باور نہ** ہوئی ، امام

اہلسنّت نے **اکابر** پر **معروضات اعاظم** پر **تطفلات** لکھے ، حتیٰ کہ **فروعِ عقائد** میں اہلسنّت کے **ائمہ** و **علماء** میں ایک کی نظر دوسرے کو باور نہ ہوئی۔

اور اس سب کے باوجود ایک مجتہد دوسرے مجتہد ایک فقیہ دوسرے فقیہ ایک امام دوسرے امام ایک عالمِ دین دوسرے عالمِ دین کے نزدیک معاذ اللہ **گمراہ** یا **فاسق** یا **آثم** و **گنہگار نہیں ٹھہرا** ، اور نہ **اہلسنّت** میں سے **کوئی** کسی فرد یا **گروہ** کا **باغی** قرار پایا۔ سب سے اُدْوَن تاثیم بھی ثابتاتِ محکمہ کے **بعدِ وضوح** انکار و خلاف پر ہے ، تفسیق و تضلیل تو پھر بڑی بات ہے ، کہ ضروریاتِ اہلِ سنّت کے انکار و خلاف یا ان سے نازل اجماعیاتِ اہلِ سنّت کے **بعدِ وضوح** انکار و خلاف پر ہے۔

__" **ضروریاتِ مذہب اہلِ سنّت و جماعت** جن کا منکر گمراہ بدمذہب۔
ثابتاتِ محکمہ جن کا منکر بعدِ وضوحِ امر خاطی و آثم قرار پاتا ہے "__

[الصارم الربانی ، فتاوی حامدیہ ص۱۳۴]

اور اجماعیاتِ اہلسنّت جو حدِّ ضرورت و بداہت مابینِ اہلسنّت کو نہ پہنچے یعنی اہلسنّت کے علماء و عوام دونوں پر روشن نہ ہوئے ان میں مخالفت سے مخالف خاطی ہے

جبکہ اجماع میں شبہہ ہوسکنے والے وہ اقوال جو اگلے اہلسنّت میں سے کسی ایک آدھ ایک آدھ کے ہوں اُس کا صحیح محمل بعدِ مرورِ ایام علمائے کرام کی سعی سے اہلِ علم پر واضح ہوگیا ہو یا اس قولِ شاذ کا خطاء ہونا اسی طرح سے اہلِ علم پر واضح ہوگیا ہو۔

جیسے

__" روح بعدِ ایجاد کبھی فناء نہ ہوگی یہ عقیدہ **اجماعی** ہے ، مگر نہ **اس درجہ پر واضح** کہ جو شخص بحالِ ناواقفی اس کا خلاف کرے اُسے اہلسنّت سے خارج کیا

جائے ، بلکہ غلط کار **خاطی** ہے ، وبس ، اور اُس پر یہ الزام ہے کہ بے جانے لب کشائی کی جرأت کی "ـــ [فتاوی رضویہ ۱۱/۸۰]

ٹی وی موبائل جیسے جدید آلہ جات کی تصویر کے **حادث و نوپیدا** مسئلے پر حرام ماننے میں گمراہی سے **محفوظی** بتا کر اپنے معدودے چند لوگوں کو ارتکابِ حرام اور جائز یا مرخص کے قائلین و عاملین کے اوپر سب و دشنام بلکہ گمراہی جیسے نفاذِ احکام پر جری کرنے سے زیادہ ضروری ہے کہ سلفِ صالحین امت کے ناصحین **نبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے سچے وارثین ائمۂ دین علمائے ربانیین کی اتباع اپنے اوپر لازم کر کے عامۂ مسلمانانِ اہلسنّت میں سخت سے سخت آزمائش کے حالات میں بھی دین و ایمان پر ثابت قدمی کا جذبہ اور آخرت کے تباہ و برباد نہ ہونے کی دل کی گہرائیوں میں فکر لانے کی فکر کی جائے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی ہے فکرِ راست دل میں ڈالنے اور نظرِ صحیح کی ہدایت فرمانے والا۔ اُسی سے اُس کے پیارے کے وسیلے سے عفو و عافیتِ دین و دنیا و آخرت کا سوال ہے۔ جَلَّ وَ عَلَا وَ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ. و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصحابِہٖ وَ ابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ اِنْتَمٰی. وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ فِی الْاُوْلٰی وَ الآخِرَۃ.

فقط

اسرار احمد نوری

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی پن ۲۷۱۲۰۱

۲۳؍ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ سہ شنبہ ۵ - ۳ - ۲۰۲۴ء

تصدیقِ مُنیف

فقیہِ عصر حضرت علامہ مولیٰنا شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی مَتَّعَنَا اللّٰہُ تعالیٰ بِطُولِ بقائِہٖ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

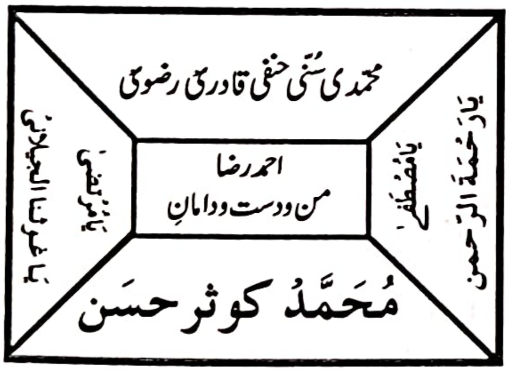
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ المختار وعلی آلہٖ واصحابہ الاطہار

الحمد لِلّٰہ بہ تائیدِ الٰہی وکرمِ رسالت پناہی جَلَّ وَ عَلَا وَ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ دربارۂ تصویرِ آلاتِ جدیدہ علمائے اہلسنّت کے اختلاف کے سبب موجودہ پُرخطر اور نہایت کس مپرسی کے حالات میں رخصت واجازت کی راہِ اعتدال سے متعلق حضرت علامہ فقیہِ مبصر اسرار احمد صاحب قبلہ نے جولکھا صحیح وصواب اور امت کی خیر خواہی ہے۔ اللہ کے رسول اپنی امت پر مہربان عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ الاتمّان کا فرمان ہے ، صحابہ سے فرمایا

انّکم فی زمان مَن ترک منکم عُشر ما اُمِرَ بہٖ ھلک ، ثم یأتی زمانٌ مَن عمِل منھم بعُشر ما اُمِرَ بہ نَجا. [سنن ترمذی ۲۲۶۷ ۔ فتاوی رضویہ ۱۲۳/۲]

تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا اُس کے دسویں حصے کو چھوڑ دو تو ہلاک ہوجاؤ گے۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ میرا جو امتی اُس کے دسویں حصّے پر عمل کرلے نجات پاجائے گا۔

اللہ تعالیٰ اسے طالبانِ حق کے لیے مشعلِ راہ اور مؤلف کے لیے گوہرِ آخرت کرے۔ آمین



فقط

الفقیر **محمد کوثر حسن** سنی حنفی رضوی غفرلہ

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری بلرامپور یوپی۔

۲۵/ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ پنجشنبہ ۷/ ۳/ ۲۰۲۴ء

سب سے بڑی دولت ہمیشہ کے چین کی ضمانت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی کل من والاہ

دنیا میں کون ایسا ہے جسے کوئی دکھ نہ ہو کوئی غم نہ ہو کوئی فکر نہ ہو؟..... لاکھ عیش و آرام کے سامان ہوں پھر بھی دنیا میں آدمی کو درد والم سے چھٹکارا نہیں۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ فلاں بڑے آرام میں ہے، قریب جا کر دیکھیں تو کھلے کہ وہ ایک ہوائی خیال تھا۔

پھر مانا کہ ہر طرح کا عیش و آرام ہی کوئی دنیا میں دے دے تو موت کا علاج کس کے پاس ہے؟..... مرنے کے بعد درد والم سے نجات مل جائے گی اس کی ضمانت کون دے سکتا ہے؟..... کیا دنیا کی زندگی میں عیش و آرام کا انبار لگانے والے مرنے کے بعد آرام کی ضمانت دے سکتے ہیں؟..... ضمانت کیا دیں گے جبکہ خاموش تماشائی بن کر دیکھتے ہیں، ذرہ برابر کی بھی ضمانت نہیں دے سکتے۔

پھر ضمانت کون دے سکتا ہے؟..... وہ جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں جلائے گا۔

کوئی چھوٹی سے چھوٹی صنعت چھوٹی سے چھوٹی مشین بتادو جو خود بخود بن گئی اور وجود میں آگئی ہو؟..... ہرگز نہیں بتا سکتے۔ تو تمہارے جسم و جان جیسی صنعت چلتی پھرتی دیکھتی بولتی سوچتی سمجھتی یہ بغیر کسی کے بنائے کیا خود بخود بن جائے گی؟..... ہرگز نہیں۔

تو جس نے تمہیں بنایا اور زمین و آسمان بنائے جس میں تمہارے لیے بیشمار بھلائیاں رکھیں وہی **اللہ** ہے، بڑی شان والا۔ وہ ضمانت دیتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اسلام پر ثابت قدم رہو تو مرنے کے بعد ہمیشہ کا آرام پاؤ گے۔ فرماتا ہے

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے

الدُّنْيَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ [۴۲/۳۶ تا ۳۹]

اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا اُن کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور اُن کا کام اُن کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب اُنھیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

اور فرماتا ہے

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ؕ [۴۱/۳۱]

ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے جنت میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے ہے اُس میں جو مانگو۔

اس ہمیشہ کے چین آرام کی ضمانت ہے **اسلام** جس کی سچائی کی روشن دلیل یہ **اولیائے کرام** ہیں یہ مسلمانانِ اہلسنّت کے پیشوا بزرگانِ دین کہ کسی مجبوری سے اگر ان کی مبارک قبر کو کھولنا پڑتا ہے تو سینکڑوں برس گذر جانے کے بعد آج بھی بدن سلامت کفن سلامت اور خوشبو سے معطر فضا کا چشم دید نظارہ ہوتا ہے۔

— امام ابنِ جوزی نے کتاب ''عیون الحکایات'' [ص ۱۹۷، ۱۹۸] میں تین اولیائے کرام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ

دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔

ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے ، بادشاہ نے کہا : میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔ اُنہوں نے نہ مانا اورنداء کی **یا محمداہ**۔ بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اُس میں ڈال دیا ، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا۔

وہ دونوں چھ مہینے بعد مع ایک جماعتِ ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا : اللّٰہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے ، اِنہوں نے حال پوچھا فرمایا : '' **بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اُس کے بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے** ''

امام (ابنِ جوزی) فرماتے ہیں : یہ حضرات زمانۂ سلف میں مشہور تھے اور ان کا واقعہ معروف۔ پھر فرمایا : شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے از آں جملہ یہ بیت ہے ؎

سیعطی الصادقین بفضل صدق نجاۃ فی الحیات و فی الممات

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کے صدقے موت وحیات میں نجات بخشے گا ''۔۔۔ [فتاوی رضویہ ۱۲/۱۰۳ ، ۱۰۴]

۔۔۔'' حضرتِ زِنّیرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی تھیں مسلمان ہو جانے کی وجہ سے سارا گھر ان کا دشمن ہو گیا انہیں اس قدر مارا گیا کہ ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔ لیکن انہیں استقامت فی الدین کی یہ برکت ملی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی دعاء سے ان کی آنکھوں میں دوبارہ روشنی آ گئی ''۔۔۔

[المواھب اللدنیۃ ، شرح الزرقانی علی المواھب ۱/۵۰۲ ، ۵۰۳ ۔ جنتی زیور ص۵۱۰ ، ۵۱۱]

یہ کس کا فیضان ہے؟..... اللہ کے پسندیدہ دین **دینِ اسلام** کا فیضان ہے۔

تو اسلام بڑی دولت ہے حقیقی اور سچی واقعی ضمانت ہے۔ لہذا جسے اپنا جسم پیارا ہو اپنی جان پیاری ہو جو دردوالم سے نجات کا خواستگار ہو اور حقیقی عیش وآرام کا تمنائی ہو وہ اسلام کی پناہ میں آئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے شیدائی حضراتِ بزرگانِ دین وعلمائے ربانیین کے سائے میں پناہ گزیں ہو، تاکہ ان کے صدقے موت وحیات میں من مانتی مراد پائے۔

دنیا ملے نہ ملے آخرت تو ان کے صدقے میں ملے

نویں صدی ہجری کے بزرگ امام محمد سَنُوسِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:
"کتنا مبارک ہے آج وہ بندہ جسے توفیق ملی کہ اُس نے اسلام کو جانا اسلام کے عقیدوں کو پہچانا پھر لازمی ضروری مسائل سیکھے یہاں تک کہ اُس کا دل نورِ حق سے روشن اور اس کی خوشی سے لبریز ہوگیا پھر لوگوں سے کنارہ کش ہوکر لوگوں کو ستانے سے باز آکر موت کے قریب اس تباہی کے گھر سے نکل گیا۔ تو مبارک ہو اُسے وہ جو وہ موت کے بعد دیکھے گا ایسی نعمتیں جن کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی، عقلیں جن کا اندازہ نہیں لگاسکتیں۔ بیشک اس بندے نے تھوڑا صبر کیا اور بہت کچھ پایا" [شرحِ ام البراھین ص۵، ۶ ـ ملاحظہ ہو تعاقبِ فلاسفہ ص۲۸، ۲۹ میں افاضۂ نورانی از فقیہِ عصر حضرت علامہ مولٰینا شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی]

اللہ پاک ہمیں اپنے نیک بندوں کے سائے میں رکھے۔

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ وَ سَلَّمَ وَ بَارَکَ عَلیٰ سَیِّدِهِم وَ عَلَیْهِم اَجْمَعِیْن آمین۔

فقط

اسرار احمد نوری

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری نوری نگر بلرامپور یوپی

۱۱/ جمادی الآخرۃ ۱۴۴۴ھ جمعہ مبارکہ ۶/ ۱/ ۲۰۲۳ء